# مقاماتِ داؤدی

مصنف

عبدالباقی بن جان محمد

ترجمہ و تحشیہ

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی

پبلشر

سیّد محمد محسن - ریناله خورد

منقول ہے ایک مرتبہ سیر کے لیے باہر نکلے ہوئے تھے ۔ اتفاق سے ایک گاؤں میں پہنچے ۔ وہاں کسی سردارزادے نے خواہش کی کہ ان کے گھر تشریف لے چلیں ۔ انہوں نے قبول نہ فرمایا ۔ ادھر ایک جولاہے نے بھی اسی خواہش کا اظہار کر دیا ۔ سید اس کے گھر تشریف لے گئے ۔ اس سردارزادے نے اس شب رات کا کھانا ان کی خدمت میں بھجوایا ۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ سب کھانا زمین میں دفن کر دے ۔ جب اس شخص نے یہ ماجرا سنا تو بہت دل گرفتہ ہوا ۔ صبح ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ آپ نے رات وہ کھانا تناول کیوں نہ فرمایا اور اسے زمین میں دفن کروا دیا ۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ کھانے پر سے مٹی ہٹا دے ۔ مٹی ہٹانے پر لوگوں نے دیکھا کہ سارا کھانا خون میں لتھڑا پڑا ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے اسے ڈانٹ پلائی کہ یہ تم نے ظلم کے نتیجے میں حاصل کیا ہے اور لوگوں کے دل خون کر کے لیا ہے ، تو ظاہر ہے میں خون کیوں کر کھاؤں (پیوں) گا ۔

بیت :

ہم دلہاے مظلومانست آن صید بریان ۱۱     کہ تو بر خوان سلطان قلیہ می خوانی

(شاہی دسترخوان پر پڑی ہوئی جس چیز کو تو قلیہ [بُھنا ہوا گوشت] کہتا ہے وہ بُھنا ہوا شکار اصل میں مظلوموں کے دل ہیں)

مہدیت (مہدی ہونے) کا دعویٰ کرنے پر سید محمد جونپوری ۱۲ کا خروج بھی اسی دور میں ہوا ۔ اس کے مناقب مشہور ہیں ۔ مشہور ہے کہ جب وہ یہاں سے گجرات گیا تو سلطان مظفر گجراتی ۱۳ نے کہ خود ایک عالی عالم ، محدث اور مفسر بادشاہ تھا ، اس سے ملاقات کی ، اور صحبت رکھی ، لیکن علما کی تحریص کے باعث اس نے مکہ معظمہ کی اجازت لی ۔ اس سفر میں اس سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں تاآنکہ وہ مکہ پہنچ گیا ۔ وہاں کے اکثر محدثین نے اس حدیث کے صحیح اِستفتا (فتویٰ پوچھنا ، جس تحریر میں فتویٰ لکھ کر پوچھا جائے) پر دستخط کیے کہ میں ہزار سال سے زیادہ خاک میں نہیں رہوں گا ۔ اور ہزار برس سے زیادہ پر ضروری ہے کہ علامت کبریٰ ظاہر ہو کہ مہدی موعود کا خروج اسی میں سے ہے ۔ شیخ جلال الدین سیوطی ۱۴ (دسویں صدی کے محدث) نے پہلی مرتبہ انصار ۱۵ کا دفاع کیا اور اس جماعت کے خلاف بہت مبالغے اور اس حدیث کی ترشیف (؟) کے بعد "کشف فی تجاوز ھذا الآیتہ عن الالف" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ۔ اس پورے

رسالے کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ یہ علامت اس ہزار میں سے تین سو برس گذرنے کے بعد ظاہر ہونا شروع ہوگی اور پانچ سو (برس) میں پوری ہوگی اور پہلا صور پھونکا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب (اور صحیح بات کا علم اللہ ہی کو ہے)

کہتے ہیں کہ جب میر مذکور (سید محمد جونپوری) نے وہاں اس دعوے کا اظہار کیا تو اس کے اخراج کا حکم صادر کیا گیا۔ وہ ذوالنون بیگ کے زمانے میں ہرات پہنچا۔ وہاں بڑا غلغلہ مچا۔ بہت سی خلقت جمع ہوگئی۔ شیخ الاسلام ہروی نے اپنے دو شاگردان رشید منتخب کر کے ہرات سے تحقیق حال کے لیے بھیجے اور چند شبہات بھی لکھ بھیجے کہ ان کا حل درکار ہے۔ وہ دونوں آدمی اس وقت وہاں پہنچے جب میر "یا ایھاالناس اعبدوا ربکم ۱۶ .... الخ" کی تفسیر کر رہا تھا۔ یہ لوگ جو چند شبہات لے کر گئے تھے وہ اسی آیت کی تفسیر کے دوران دُور ہوگئے۔ گویا تمام تر سرکشی کے باوجود انہیں سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اب کسی قسم کے استفسار کی ضرورت نہ رہی۔ اس امر کو انہوں نے کرامت پر محمول کیا۔ ادھر خود میر نے ان سے کہا کہ تم شیخ کا پیغام کیوں نہیں دے رہے تم تو قاصد ہو۔ انہوں نے پیغام میر تک پہنچا دیا، جو مذہب اور رویت سے متعلق تھا۔ میر نے یوں کہا کہ مِن حیث الاطلاق (اطلاق کے طور پر) میں خدا کا مذہب رکھتا ہوں اور تقدیر ۱۷ کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب رکھتا ہوں۔ جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتوں کی نفی کے لیے مبعوث ہوئے اسی طرح میں اجسام (جسموں) کی نفی کے لیے (بھیجا گیا ہوں) اور میں اختلاف کو دور کرنے والا ہوں۔ اگر اصحابِ مذاہب (مختلف مذہبوں والے) اِس دور میں ہوتے تو حقائق الٰہی اور معارفِ یقینی کے سلسلے میں میرے سوا کسی کی پیروی نہ کرتے۔ دوسری یہ بات کہ رویت معلیٰ کا، جو عبارت ہے مشاہدے سے، ہر کوئی قائل (یا قابل) ہے اور اسی طرح رویت بسر کا امکان بھی رہتا ہے اور اس کا وقوع دنیا میں نہیں دیکھتا۔ کیونکہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی رویت بصری اس دارِ ابتلا (دکھوں کے گھر یعنی اس دنیا) میں واقع ہوا۔ اگر کسی ایسے شخص کو جس کی ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں فنا ہو چکی اور محوِ مُطلَق ہو گئی ہو، اس سرور (حضور نبی کریم صلعم) کی پیروی کے طفیل اس دولت سے بہرہ ور کر دیا جائے تو کیا عجب ہے۔ اور فلاں بزرگ نے فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ "رایتُ ربّی" (میں نے اپنے رب کو دیکھا) اور کئی

دوسرے بھی متعدد مقامات پر کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کو دیکھا ۔ تو کیا تعجب کی بات ہے کہ ان کو تو تم تسلیم کرتے ہو اور انکار نہیں کرتے ۔ اس کی غایت اس کی تاویل کرے گی اور ہمارے لیے کیا ضرور ہے کہ ہم ظاہر سے صرفِ نظر کرتے ہوئے تاویل کے قایل ہوں ۔ (میر کی یہ باتیں سُن کر) دونوں آدمی جذب و تصرف کا انداز دیکھ کر علمی گفتگو بھول گئے اور میر کے اصحاب (ساتھیوں) میں شامل ہو گئے ۔ انہوں نے شیخ الاسلام کو کہلا بھیجا کہ یہ شخص (میر) اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور جو علم ہم نے برسوں پڑھا یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے ۔ انہوں نے شیخ الاسلام کو اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دلائی ۔ اسی اثنا میں میر اِس سرائے فانی سے کوچ کر گیا ۔ لفظ "شیخ" سے اس کی تاریخ وفات نکالی گئی (یعنی ۹۱۰ھ مطابق ۵-۱۵۰۴ء) ۔ آخر میں میر اپنے اِس دعویٰ مہدویت سے تائب ہو گیا تھا ۔

میر مذکور کے ایک مرید نے بلوجان میں عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر کے بعض علاقوں پر قبضہ جما لیا ۔ اس نے "مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقہ مِن تراب ۱۸ 'اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال کی سی ہے جسے اس نے مٹی سے پیدا کیا) کی تاویل کر کے اسے اپنے حق میں سند بنا لیا ۔ وہ اپنے منکروں سے جذیہ وصول کرتا ۔

ایک اور شخص نور محمد بخشی نے بدخشاں میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ۔ تیس ہزار آدمی اس کے ساتھ مل گئے ۔ وہ شیخ محمد جونپوری سے پہلے گذرا ہے اور کبرویہ سلسلے سے منسلک تھا ۔ ابواسحاق ختلانی کا مرید ہے ، وہ (ختلانی) سید علی ہمدانی کا مرید ہے ۔ جس روز اس محمد بخشی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا (اسی روز) وہ شیخ ابواسحاق کے بڑے خلیفہ جعفر مردانی کے حجرے میں گیا اور کہنے لگا کہ میں امر پر مامور ہوا ہوں ۔ اس نے کہا تمہارے کشف میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے کیونکہ تمہاری پیشانی پر اس کی علامتیں موجود نہیں ہیں ۔ شیخ نے کہا کہ : تم جو میرا انکار کر رہے ہو تو اس کا باعث حسد کے سوا کچھ اور نہیں ۔ پھر وہ اسی عالم میں اپنے پیر کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں مہدی آخر زماں ہوں ۔ پیر نے بے تامل کہا کہ : اور کوئی مانے یا نہ مانے میں تمہارے اس دعوے کو تسلیم کرتا ہوں ۔ اس نے بدخشاں میں ایک جمعیت (کچھ لوگ) اپنے ساتھ ملا لی اور بادشاہِ وقت سے جنگ کی ۔ اس جنگ میں شکست کھا کر عراق کے پہاڑوں کی طرف نکل گیا ۔ جہاں اس نے حکام سے لڑائیاں لڑیں اور فتح پائی ، اور اطراف

میں اپنے فرمان لکھ بھیجے ۔ اس کے فرمان کی نقل یہ ہے :

**فرمان :**

اللہ کی طرف بلانے والے ہادی ابی القاسم بن محمد بن عبداللہ کی طرف سے فرمان :

نصر من اللہ و فتح قریب ۱۹ (اللہ کی طرف سے نصرت و مدد ہے اور فتح قریب ہے) و بشر المومنین (اور مومنوں کو بشارت دے)

اولیا ، اقطاب ، افراد ، اوتاد اور ابدال ۲۰ کے تمام طبقات اور جلال کے خیموں اور جمال کی سجدہ گاہوں کے تمام مقربین نے ، اللہ تعالیٰ ان کی تجلیات میں اضافہ فرمائے ، طالبین کی طرف پہنچائے (؟) ، میرے مشاہدات کے فیوضات کے آثار کی تحقیق کر لی ہوگی (ان پر سچے ثابت ہو چکے ہوں گے) کہ اس وقت حقیقی بادشاہ نے آیہ قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء ۲۱" (کہ اے اللہ تو ہی سلطنت کا مالک ہے ، جسے تو چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے) کے مطابق ظاہری اور باطنی سلطنت اکٹھی کر کے حضرت خلافت پناہ کے سپرد کی اور (اس طرح) "ولقد کتبنا فی الزبور بعد الذکر ۰۰۰۰ عبادی الصالحون ۲۲" (اور جو ہم لکھ چکے ہیں آسمانی کتابوں میں کہ اس زمین [جنت] کے مالک میرے نیک بندے ہونگے) کا وعدہ وفا کر دیا ۔ "الحمدللہ الذی اذہب ۰۰۰۰ ربنا شکور ۲۳" (اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے ۔) بہرحال چونکہ "الامور مرہونتہ باوقاتہا" (معاملات اپنے اپنے وقت پر ہی طے پاتے ہیں) کے مضمون کے مطابق محققین کے نزدیک یہ بات واضح بلکہ تمام گروہوں کا اس پر اتفاق رائے ہے کہ کسی کام (یا معاملے) کا اپنے وقت سے پہلے یا بعد میں ہونا ایک محال بات ہے ، اور چونکہ برج عقرب میں ، کہ حضرت امام کے دین و ملت اور مآثر کا طالع ۲۴ ہے ، قران علیین ۲۵ کے اجتماع ہی میں وعدہ کی گئی سلطنت "لولم یبق من الدنیا الایوم واحد ۰۰۰ ظلما" ۲۵ الف کے ظہور کا وقت مناسب تھا ، لہذا حضرت خلافت ۰۰۰۰ کی حکومت کے پرچم نے غیب کے مکمن (؟مسکن) سے صحرائے ظہور میں نزول فرمایا ۔ سلطنت اور ہماری آخرالزمان سلطنت کے تمام عوام کے لیے خوش بختی کا سورج ہدایت کے برج سے طلوع ہوا اور اس (آفتاب) نے تمام عارفان

محقق اور کاشفان مدقق ۲۶ کو "متی ہذا الفتح ان کنتم صادقین" ۲۷ کی شماتت سے نجات دلا دی اور عالم موقوف کی سلطنت و خلافت اور اولی الامری (حکمرانی)، سیدِ ولد آدم کی شریعتِ مطہرہ کے موافق صاحبِ استحقاق تک پہنچا دی۔ اس حقیقت کی بنا پر ہمایوں شرف (مبارک عظمت کا عامل) بشارت نامہ جاری ہوا تا آنکہ محمدیؐ عوام کی شادمانی کا موجب بلکہ دنیا اور اہل دنیا کی مسرت کا سبب بنا۔

ارباب سعادت ازلی اور اصحابِ ہدایت لم یزلی ۲۸ مقدر یعنی خوش بختی کے قبلے کی طرف چلے اور آمال و آجال ۲۹ کے کعبے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بیت :

اے قومِ بحج رفتہ کجائید کجائید چون کعبہ ہمین جاست بیائید بیائید

(اے حج کو جانے والے لوگو! تم کہاں ہو تم کہاں ہو؟ ۔ چونکہ کعبہ یہی ہے، اس لیے آ جاؤ، آ جاؤ)

سبیل : فدا کار محققین (وہ حضرات صوفیا جن پر حقیقت اشیا منکشف ہوئی ہو)، ارباب کشف و سلوک، سلاطین و امرا، سادات و مشائخ، علما، اہل ہندسہ و حکمت، صاحبانِ سخاوت و شجاعت اور سید امام علیہ الصلوات والسلام کی امت تمام خواص و عوام جب بلند مرتبہ فرمان کے مضمون سے مُطلع ہوں تو اسلحہ اور سامانِ سفر تیار کرنے میں مشغول ہو جائیں اور جو کوئی تیار ہو جائے وہ بارگاہ عالی کی طرف متوجہ ہو (آئے) اور چونکہ یہ ثابت اور طے شدہ بات ہے کہ اہل دنیا خواہ وہ مومن ہو یا کافر، صالح ہو یا فاجر، دنیاوی دولت کا متمنی ہوتا ہے یا معنوی سعادت کا طالب، تو اس زمانے میں سعادت دو جہانی اور دولت جاودانی دونوں جمع ہو گئی ہیں، لہذا ان مقدمات (ابتدائی باتیں یا امور) کی بنا پر ہر صاحبِ بخت جو کچھ بھی مانگنا چاہے ـــ بلند مرتبے جیسے مکاشفات، مشاہدات، معاینات و تجلیات اور سبعہ اطوار (سات طریقے!)، ارباب قلوب (مانگیں) جیسے کوئی قلب، کوئی نفس، کوئی سرّ (؟) اور روح، خفی اور غیب الغیوبی، مشارب عمیقہ (دور دراز کے گھاٹ ؟)، موحد (مانگیں) جیسے ماتقدم اور معارف یقینیہ۔ اسی طرح اربابِ حکم مانگیں بلند دنیوی مناصب جیسے سلطنت، امارت، دیانت اور وزارت ـــ اسے (صاحبِ بخت کو) چاہیے کہ ہماری خلافت شعار اور ولایت دثار (ولایت کا لباس رکھنے والی) بارگاہ کے ملازموں سے طلب کرے۔

بیت :

مائیم چو سایۂ الٰہیٰ ازما بطلب ہر آنچہ خواہی

(ہم سایہ الٰہی کی مانند ہیں جو کچھ بھی تو چاہتا ہے ہم سے مانگ)

اگر دعوت عام ہے تو خاص ہدایت کے ساتھ ہے ۔ اگر اہل سعادت ہے تو اہل سعادت ہی کو پہنچے گی ۔

اِن اللہ ملکا ... الاہل الی الاہل ۳۰

اہل اللہ کے لیے یہ مکتوب باعث نصرت ہے ۔ توفیق ایزدی اس کی رفیق ہو اور سعادت و خوش بختی شامل حال ہو ۔ ۳۱

حضرت ایشاں فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ یہ عزیز مہدی موعود تو نہ تھے ، کیونکہ مہدی آخرالزماں تو ایک سے زیادہ نہیں ہیں ، تاہم تو سب کو شفقت کی نظر سے دیکھ اور جہالت اور اعتراض سے کسی کا دل زخمی نہ کر ، اس لیے کہ وہ معذور محقق (جن پر حقیقت اشیا منکشف ہوئی) ہیں ، وہ لُغوی مہدی ۳۲ ہیں یعنی ہدایت یافتہ ہیں ۔

القصہ سید مبارک کے یہاں مدت العمر میں تین بیٹے پیدا ہوئے ۔ ایک علماءِ ربانی کے پیشوا ، مقامات پرستی و خدا دانی کے جامع اور حقایق پناہ سید فتح اللہ ، دوسرے اس خالقِ لاشریک کی نشانیوں کے مظہر سید محمد ہارون اور تیسرے صدق و سداد (راستی و درستی) کے راستوں پر چلنے والے سید الہ داد ۔

سید فتح اللہ کی شادی پہلی مرتبہ اہل قریش کے قبیلۂ جمیلہ میں کی گئی ۔ اس صاحبِ عفت خاتون سے ایک لڑکا پیدا ہوا ۔ (اس کے کچھ ہی عرصہ بعد) وہ سانپ کے کاٹنے سے راہگراے دارالقرار ہوئی (فوت ہوگئی) ۔ یہ ماجرا یوں پیش آیا کہ ان کی حویلی چار چبوتروں اور چار حجروں پر مشتمل تھی ۔ ہر بیٹے کے لیے ایک چبوترا اور ایک حجرہ مقرر کیا گیا تھا ۔ صحن کے وسط میں ایک وسیع اور بلند چبوترا تھا ، جب وہ عشاء کی نماز اور وظیفوں اور دعا کے بعد مسجد سے لوٹتے تو کبھی کبھی اس چبوترے پر بھی کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے اور پھر حجرہ خاص میں چلے جاتے ۔ ایک رات اس مرکزِ سرور اور مہبط نور (نور اترنے کی جگہ) پر حضورِ باطن ۳۳ کے ساتھ "سعادت سے مخصوص" جلوس کیے ہوئے تھے (بیٹھے ہوئے تھے) کہ اسی اثنا میں فتح اللہ کی بیوی اپنے بیٹے جلال الدین کو روتے ہوئے چھوڑ کر حجرے کے اندر چلی گئی اور وہاں اتنی دیر تک ٹھہری رہی کہ بچہ زور

زور سے رونے لگا، جس سے ان کو سخت پریشانی لاحق ہوئی ، چنانچہ غصے کی حالت میں فرمانے لگے : تو باہر نہیں آرہی ، کیا سانپ نے کاٹ لیا ہے ۔ بہو اضطراب میں دوڑی آئی ۔ اتنے میں غیب سے ایک سیاہ سانپ نمودار ہوا اور اس نے اس ضعیفہ ۳۴ کے پاؤں پر کاٹ لیا ۔ وہ اسی وقت گر پڑی اور بے جان ہو گئی ۔

رباعی :

بچہ ایمن از‌ین عالم نا پا برجای      کہ بیک دم زدنش کاردگرسان گردد
دل بر‌ین گنبدِ گردندہ منِہ کین دولاب      آسیائیست کہ بر خون عزیزان گردد

(اس فانی دنیا میں سکون و امن کیوں کر میسر آسکتا ہے کہ اس میں تو ایک ہی سانس لینے سے معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے ۔ اس گھومنے والے گنبد یعنی آسمان سے دل نہ لگا کیونکہ یہ رہٹ ایک ایسی پن چکی ہے جو پیاروں کے خون سے چلتی ہے)

اِس اندوہناک واقعے کے بعد سید فتح اللہ کی (دوسری) شادی محمد حافظ بن معزالدین بن محمد عمادالدین جمجی کی دختر سے ہوئی ۔ معزالدین محمد خطۂ ملتان کے سربرآوردہ مفتیوں میں سے تھے ۔ اس آفتاب پایہ اور گوہر گراں مایہ خاتون سے (دو بیٹے اور) ایک دختر پیدا ہوئی ۔ ۳۵ اول : عِلم و عمل کی دنیا ، دین و دل کے جسم کی روح ، فاضل عالی جاہ سید رحمت اللہ ، دوم : مملکتِ شہود کے سلطان ، ممالکِ جود (بخشش و سخاوت) کے سلیمان ، ہستی و نیستی سے فارغ حضرت شیخ داؤد قدس اللہ سرہ العزیز ۳۶ اور تیسری لڑکی کہ خوند بی بی اس کا نام تھا ۔ مخطوط ص ۲۲۸

اس با وَقعت نسبت کے پیوند (مذکورہ شادی) کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ معزالدین کے والد عماد الملک نے ملتان اور پرگنہ قبولہ کی نزہت آئین (تازگی و خوشحالی سے آراستہ) سرزمین میں ایک قصبہ آباد کیا اور عماد پور اس کا نام رکھا ۔ یہ قصبہ زراعت اور عمارت سے خوب آراستہ تھا اور (اس وجہ سے) تھوڑی ہی مدت میں بڑا ہی آباد ہو گیا ۔ آخر کار وہ (عماد) اپنے خاندان کے ساتھ آکر اس معمورہ (بستی) میں آباد ہو گئے ۔ لیکن چونکہ اس نوآباد قصبے کی بنیاد گنبد حباب کی مانند لبِ آب (کنارِ دریا) پر تھی اس لیے اس کی قوت کے بعد کئی سال تک دریا کی لہروں کے غلبے نے اسے ویران کر دیا ، جس کے نتیجے میں لوگوں کی وہ تمام جمعیت اور ہر لحظہ اس آبادی کی طرف رجوع و توجہ ، جو بڑی تیزی سے عمل پذیر ہوئی تھی ، برباد ہو کر رہ گئی ۔